وطن کی بے لوث خدمت کرنے پر کمربستہ ہو جاؤ

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وطن کی بے لوث خدمت کرنے پر کمربستہ ہو جاؤ

(اختتامی خطاب فرمودہ یکم نومبر 1952ء بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"1- جو خادم انعام لینے آئے وہ پہلے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہے۔ انعام دائیں ہاتھ سے لے اور پھر اسے بائیں ہاتھ میں تھام کر مصافحہ کرے۔ انعام لے کر جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ کہے۔ اس موقع پر حاضرین مجلس کو بھی انعامات تقسیم کرنے والے کی اتباع میں بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ کہنا چاہئے۔

2- میری تقریر کے وقت اطفال کو بھی یہاں لانا ضروری ہے تا کہ وہ اپنے شور سے تقریر میں مُخِلّ نہ ہوں اور ان کے کانوں میں بھی نیکی کی باتیں پڑتی رہیں۔

3- مرکزی کارکنوں کو چاہئے کہ وہ اپنے احکام کی تعمیل کرانے کے لئے مختلف مقامات پر والنٹیرز متعین کریں اور خدّام کا فرض ہے کہ جونہی وہ کوئی حکم سنیں فوراً اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اس کی تعمیل شروع کر دیں۔ اس روح کے بغیر کبھی بھی نظم و ضبط کا حقیقی تقاضا پورا نہیں ہو سکتا۔

4- خدّام کو اپنے اپنے مقامات پر اے آر پی کی ٹریننگ لینی چاہئے اور حکومت کی طرف سے مقرر کردہ لوکل انتظامات میں حصّہ لینا چاہئے۔

ان ہدایات کے بعد فرمایا:-

"مَیں ایک اور نہایت ضروری بات کی طرف بھی توجّہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کو عموماً اور خدّام کو خصوصاً یاد رہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔[1] اس ارشاد نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ حُبّ الوطنی بھی اسلام کا ایک حصّہ ہے۔ ایمان بڑی اہم چیز ہے اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وطن کی محبت بھی ایمان ہی کا ایک حصّہ ہے اس لئے یہ بھی ایک اہم چیز ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پس ہمارے نوجوانوں میں حُبّ الوطنی کا مادہ دوسروں سے زیادہ ہونا چاہئے اور اس کے عملی ثبوت کے طور پر انہیں اپنی قومی حکومت کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قومی حکومت کو مضبوط کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ تم خواہ حکومت کے ملازم ہو یا کوئی اور کام کرتے ہو بہرحال دوسروں سے زیادہ محنت اور سنجیدگی سے اپنے فرائض کو سرانجام دو۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ چند مقررہ گھنٹے کام کر کے ذمّہ داری ختم ہو جاتی ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ اصل کام وہ ہے جس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی نکلے۔ اگر نہیں نکلتا تو تم سمجھ لو کہ تمہارے کام میں کوئی نقص رہ گیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے مگر اس فقرہ کا جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو یہ قانون ہے کہ وہ صحیح طور پر محنت کرنے کا ضرور صحیح نتیجہ نکالتا ہے۔ پس اگر صحیح نتیجہ نہیں نکلتا تو تم کیوں اسے خدا کی طرف منسوب کرتے ہو اور کیوں نہیں اسے اپنی کسی غلطی کا نتیجہ قرار دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب یہ وہم ہو جائے کہ مَیں تو کام ٹھیک کرتا ہوں مگر خدا غلط نتیجہ نکال دیتا ہے تو پھر انسان اپنی اصلاح سے غافل ہو جاتا ہے۔

اپنے مُلک کی سچی خدمت کرنے کی راہ میں اس امر کو کبھی روک نہ بناؤ کہ ہماری مخالفت بہت ہوتی ہے جب ہم یہ جانتے ہیں کہ فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکا کر ہماری مخالفت کرنے والے مُلک کے دُشمن ہیں اور دوسری طرف ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ہی مُلک کے حقیقی خیر خواہ اور وفادار ہیں تو خود اندازہ لگاؤ کہ اس مخالفت کے نتیجہ میں ہمیں مُلک کی خدمت میں کمزور ہو جانا چاہئے یا پہلے سے بھی بڑھ کر اس میں حصّہ لینا چاہئے۔ جس چیز کے لئے سچی محبت اور ہمدردی ہوتی ہے اسے خطرے میں دیکھ کر تو قربانی کا جذبہ تیز ہؤا کرتا ہے نہ کہ کم۔ پس اگر تم مُلک کے سچے خیر خواہ ہو اور تمہاری مخالفت کرنے والے

مُلک کے دُشمن ہیں تو تم پہلے سے بھی بڑھ کر مُلک کی خدمت پر کمر بستہ ہو جاؤ۔ تا دُشمن ہمارے مُلک کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ تم اگر حکومت کے ملازم ہو تو حکومت کا کام پوری محنت عقل اور دیانت داری سے کرو۔ اگر کوئی اور کاروبار کرتے ہو تو اسے محنت سے سرانجام دو۔ اگر سلسلے کا کام کرتے ہو تو اسے محنت اور دیانت داری سے کرو۔ غرض اگر تم واقع میں مُلک کے وفادار اور خیر خواہ ہو تو ہر کام اس جذبہ سے کرو اور اپنا یہ مطمح نظر بنا لو کہ تم نے کسی بھی شعبے اور کام میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہنا بلکہ آگے ہی بڑھنا ہے کیونکہ اس میں مُلک کا بھی فائدہ ہے اور دین کا بھی۔ جب تک ہر احمدی ڈاکٹر، وکیل، تاجر، کلرک، زمیندار اور مزدور اپنے اپنے شُعبہ میں اپنا یہ مطمح نظر نہیں بناتا اس وقت تک ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنا قومی فرض ادا کر رہا ہے"۔

حضور نے خدمتِ خلق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اس کے مختلف طریق بیان فرمائے مثلاً سٹیشنوں پر مسافروں کی خدمت، جلسوں کے موقع پر انتظام، دیہات میں جاکر جہاں طبی امداد نہ ہونے کے برابر ہے چھوٹی چھوٹی اور معمولی بیماریوں کا علاج وغیرہ۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا:-

"اس وقت تک خدّام نے خدمتِ خلق کے شعبے میں کوئی قابلِ ذکر اور نمایاں کام نہیں کیا۔ حالانکہ تمہیں چاہئے کہ تم اپنے افادے کو خلقِ خدا کی سچی اور بے لوث خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ وسیع کرو"۔

آخر میں حضور نے نصیحت فرمائی کہ:-

"تمہیں ہر روز کچھ وقت خاموشی کے ساتھ ذکرِ الٰہی یا مراقبے کے لئے خرچ کرنے کی عادت بھی ڈالنی چاہئے۔ ذکرِ الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ علاوہ نمازوں وغیرہ کے روزانہ تھوڑا سا وقت خواہ وہ ابتدا میں پانچ منٹ ہی ہو اپنے لئے مقرر کر لیا جائے جبکہ تنہائی میں خاموش بیٹھ کر تسبیح و تحمید کی جائے۔ مثلاً سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اسی طرح دیگر صفاتِ الٰہیہ کا وِرد کیا جائے اور ان پر غور کیا جائے۔

مراقبے کے یہ معنے ہیں کہ روزانہ کچھ دیر خلوت میں بیٹھ کر انسان اپنے نفس کا

محاسبہ کرے کہ اس سے کون کونسی غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں۔ آیا وہ انہیں دُور کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو اب تک کیوں نہیں کیں۔ اگر دُور نہیں کر سکتا تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ پھر اس کے آگے وہ سوچ سکتا ہے کہ اس کے عزیزوں اور ہمسایوں کی اصلاح کی کیا صورت ہے۔ تبلیغ کے کیا مؤثّر ذرائع ہیں۔ کیا رکاوٹیں ہیں اور انہیں کس طرح دُور کیا جاسکتا ہے۔ اس قسم کے محاسبہ کا جو نتیجہ نکلے اسے ڈائری کے رنگ میں لکھ لیا جائے اور پھر اسی سلسلے کو وسیع کرنے کی کوشش کی جائے۔

اگر اس رنگ میں ذکرِ الٰہی اور مراقبہ کی عادت ڈالی جائے تو یقیناً اس سے روحانیت ترقی کرے گی، عقل تیز ہو گی اور امام وقت کی ہدایات و تقاریر پر زیادہ غور و تدبّر کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق مل جائے گی۔ ایسا شخص آہستہ آہستہ ایک حد تک دنیا کے لئے ایک روحانی ڈاکٹر اور مصلح بن جائے گا۔

پس چاہئے کہ ہمارے چہروں پر رونق ہو۔ جسم اور ہماری روحیں دونوں مضبوط ہوں تا دیکھنے والا سمجھ لے کہ اس کا مقابلہ آسان نہیں۔ اس وقت گو تم دنیا کی نظر میں ذلیل ہو اور وہ تم کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا نے بہر حال تمہیں بہت بڑی طاقتیں عطا فرمائی ہیں۔ اس نے ایک نہ ایک دن تمہیں دنیا کا راہنما بنانا ہے۔ پس تم اپنی حقیقت کو سمجھو تم کیوں اپنے وقتوں کو رائیگاں کرتے ہو۔ اگلی نسلوں نے کام کیا اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ اب تمہیں چاہئے کہ مراقبے، ذکرِ الٰہی اور غور و فکر کے ذریعے اس کام کو ترقی دو۔ ایک بہت بڑا کام اور بہت بڑا نتیجہ تمہارے سامنے ہے اب تمہارا فرض ہے کہ اس نتیجہ کے پیدا کرنے میں حصہ دار بنو۔ یاد رکھو کہ خدا اپنے کمزور بندوں کا ہاتھ پکڑ کر ان سے کام لیا کرتا ہے۔ عزّت بندے کی ہوتی ہے اور محنت خدا کی ہوتی ہے"۔

(الفضل لاہور 4 نومبر 1952ء)

1: موضوعات کبیر۔ مؤلفہ ملّا علی قاری صفحہ 35۔ مطبوعہ دہلی 1315ھ